

کام آسکے گی اور اُس حد سے آگے ہمارا کام اجتہاد کے بغیر کمیوں نہ چل سکے گا؛ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ان دونوں باتوں سے علماء کی غفلت و بے خبری کا حال وہ نہ ہوتا جو اس وقت ہے، تو انہیں میری بہت سی باتوں کو سمجھنے میں وہ مشکلات پیش نہ آتیں جو اب آرہی ہیں۔ پھر غضب یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ اپنے علم و واقفیت کی اس کمی کو محسوس فرماتے اور اسے دور کرنے کی کوشش کرتے، انہیں اُن اُس شخص پر غصہ آتا ہے جو ایک طرف اُن کی اس خامی کو دور کرنے کی فکر کرتا ہے اور دوسری طرف دین کو اُس نقصان سے بچانا چاہتا ہے جو اس خامی کی بدولت پہنچ رہا ہے اور آگے پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اُن کی اس روش کا انجام کیا ہوگا۔ روسی ترکستان میں اس کا انجام یہ ہو چکا ہے کہ انٹر اکیوں نے پہلے اس طرح کے علماء کو استعمال کر کے اُن مٹھی بھر مصلحین کو ختم کر دیا۔ جو اشتراکیت کے مقابلے میں ایک کامیاب دینی تحریک چلانے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ پھر عوام الناس کو اپنے اثر میں لا کر ان کے ہاتھوں علماء کرام کو بھی ختم کر دیا اور علماء کے ساتھ ساتھ خود دین کا جنازہ بھی اٹھوا دیا۔ اب اسی داستان کا اعادہ یہاں ہوتا نظر آ رہا ہے۔ جو لوگ متفرنجین اور ملاحدہ کے مقابلے میں یہاں دین کا علم اٹھانے کی قوت و صلاحیت رکھتے ہیں۔ علماء کا ایک گروہ کثیر اُن کے مقابلے میں متفرنجین و ملاحدہ کے ہاتھ مضبوط کر رہا ہے۔ اگر خدا نخواستہ یہ لوگ علماء کی مدد سے اُن کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اس کے بعد جو نتائج سامنے آئیں گے انہیں دیکھنے کے لیے ہم تو موجود نہ ہوں گے، مگر یہ حضرات علماء اور اِن کی آئندہ نسلیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں گی کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں اپنے حق میں اور اس دین کے حق میں کیسے کچھ کانٹے بوئے ہیں۔

مولانا حسین احمد صاحب کا ایک فتویٰ

سوال: جناب مولانا حسین احمد صاحب مدنی نے ایک پمفلٹ بموسم "مسلمان اگرچہ بے عمل ہو مگر اسلام سے خارج نہیں ہے" شائع کر دیا ہے جس میں

یہ ثابت کیا ہے کہ آپ کا مسلک اہل سنت والجماعہ کے مسلک کے بالکل خلاف ہے اور اسلامیت صحیحہ اور آیات صریحہ کے بالکل منافی ہے۔ اور لکھا ہے کہ آپ اعمال کے جزو ایمان ہونے کے قائل ہیں جیسا کہ خوارج اور معتزلہ کا عقیدہ ہے۔ اور آپ اس عقیدہ کو شافعیہ اور محدثین کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ شافعیہ و محدثین اعمال کو ایمان کا جزو مقوم نہیں بلکہ جزو متمم و مکمل کہتے ہیں۔ انہما کہ اس مسئلہ کے متعلق اپنا عقیدہ بالوضاحت تحریر فرماویں اور ترجمان القرآن میں شائع فرمادیں۔ انہوں نے آپ کی مندرجہ ذیل خطبات کو بطور دلیل پیش کیا ہے :-

”رہے وہ لوگ جن کو عمر بھر کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ حج بھی کوئی فسوفی اُن کے ذمہ ہے، دنیا بھر کے سفر کرتے پھرتے ہیں، یورپ کو آتے جاتے حجاز کے ساحل سے بھی گند جاتے ہیں جہاں سے کہ صرف چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے، اور پھر بھی حج کا ارادہ تک ان کے دل میں نہیں گزرتا، تو وہ قطعاً مسلمان نہیں ہیں۔ جھوٹ کہتے ہیں اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور قرآن سے جاہل ہے جو انہیں مسلمان سمجھتا ہے؟“ (خطبات ص ۱۸)

”اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کے بغیر نماز روزہ اور ایمان کی شہادت سب بے کار ہیں۔ کسی چیز کا بھی اعتبار نہیں کیا جاسکتا؟“ (خطبات ص ۱۹)

”ان دو اہل اسلام یعنی (نماز و زکوٰۃ) سے جو لوگ روگردانی کریں اُن کا دعویٰ ایمان ہی جھوٹا ہے۔“ (خطبات ص ۱۲۹)

”قرآن کی رو سے کلمہ طیبہ کا استہرا ہی بے معنی ہے اگر آدمی اس کے ثبوت میں نماز اور زکوٰۃ کا پابند نہ ہو۔“ (خطبات ص ۱۳۲)

یہ سب حوالہ جات خطبات بارہمتم کے صفحات کے مطابق ہیں۔

جواب : ایک ظلم تو مولانا حسین احمد صاحب نے کیا کہ اصل کتاب کی عبادت کو پوری طرح پڑھے بغیر اور خود کتاب کے موضوع و مضمون سے واقفیت حاصل کئے بغیر محض چند لوگوں کے تسلیم کو اقتباسات کی بنا پر کتاب کے مصنف کا ایک مسلک شخص فرمایا اور اپنی اس تشخیص کا اعلان بھی فرمایا۔

اس پر دوسرا ظلم آپ کر رہے ہیں کہ مولانا کے اس سیمفلٹ کو پڑھنے کے بعد آپ نے خود نہ ”خطبات“ کو پڑھا، نہ میری کسی اور کتاب سے میرا مسلک معلوم کیا، بلکہ فوراً مجھے جواب دہی کے لئے طلب فرمایا۔ میری کتاب ”خطبات“ آپ کی دسترس سے دور نہ تھی، آپ صرف اسی کو اٹھا کر دیکھ لیتے تو آپ کو انہی عبارتوں کے آس پاس مولانا کے الزامات کا جواب مل جاتا۔ بھر میری کتاب ”تقہیات حصہ دوم“ بھی آپ کو اپنے شہر کے دارالمطالعہ جماعت اسلامی میں بآسانی مل سکتی تھی۔ اس کو پڑھ کر آپ کو معلوم ہو جاتا کہ آیا میں خواہجہ و معتزلہ کا ہم مسلک ہوں یا اہل سنت کا۔

میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس طرح کے اعترافات کی تحقیق کے لئے مجھ سے سوال نہ کیا جائے میں صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ جن الزامات کی تحقیق ٹپ خود تھوڑی سی تکلیف اٹھا کر کر سکتے ہوں ان کے لئے خواہ مخواہ مراسلت میں وقت کیوں صرف کیا جائے۔

خطبات کی جن عبارات پر مولانا نے مجھے خارجی و معتزلی بنایا ہے اُن پر گفتگو کرنے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ یہ کتاب کوئی فقہ اور علم کلام کی کتاب نہیں ہے، نہ فتوے کی زبان میں لکھی گئی ہے، بلکہ یہ ایک وعظ و فصاحت کی کتاب ہے جس سے مقصود بندہ گاہِ خدا کو فرمانبرداری پر اُگسانا اور نافرمانی سے روکنا ہے۔ اس میں بحث یہ نہیں ہے کہ اسلام کے آخری حدود کیا ہیں جن سے تجاوز کئے بغیر آدمی خارج از ملت قرار نہ پاسکتا ہو، بلکہ اس میں عام مسلمانوں کو دین کا اصل مقصد سمجھانے اور اخلاص فی الطاعت پر ابھارنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کیا اس نوعیت کی کتاب میں مجھے عوام سے یہ کہنا چاہیے تھا کہ خواہ تم نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کچھ بھی ادا نہ کرو، پھر بھی تم مسلمان ہی رہو گے؟ مولانا حسین احمد صاحب کو فتویٰ دینے کا شوق تھا تو وہ ضرور اپنا یہ شوق پورا فرماتے، مگر فتوے دینے سے پہلے انہیں اُس چیز کو سمجھنا چاہیے تھا جس پر وہ فتویٰ لگا رہے تھے۔ پھر اگر مولانا نے محض پیش کردہ اقتباسات پر اکتفا نہ کیا ہوتا بلکہ اصل کتاب کو نکال کر ان عبارتوں کے سابق و لاحق کو بھی دیکھ لیا ہوتا تو مجھے امید نہیں کہ وہ اُن پر یہ اعتراضات کرنے کی جرات فرماتے۔ مثال کے طور پر حج کے متعلق میری اس عبارت کو لیجئے جسے آپ نے سب سے پہلے نقل کیا ہے: "خطبات" میں اُس سے پہلے یہ آیت نقل کی گئی ہے کہ **وَرِثْهِ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللَّهَ**

غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ ”جو شخص زاد و راہ اور سواری رکھتا ہو جس سے وہ بیت اللہ تک پہنچ سکے، اور پھر وہ حج نہ کرے، تو اس کا اس حالت پر مرنا اور یہودی یا نصرانی ہو کر مرنا یکساں ہے۔“ پھر اسی مضمون کی ایک اور حدیث نقل کرنے کے بعد حضرت عمر کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ ”جو لوگ قدرت رکھنے کے باوجود حج نہیں کرتے، میرا جی چاہتا ہے کہ ان پر جزیہ لگا دوں۔ وہ مسلمان نہیں ہیں، وہ مسلمان نہیں ہیں؟ ان ساری چیزوں کو نقل کرنے کے بعد میں نے وہ فقرے لکھے ہیں جو آپ نے مولانا کے مپفلٹ سے نقل فرمائے ہیں۔ اب فرمائیے کہ اس عبارت پر خارجیت اور اعتزال کا جو فتوے مولانا صاحب نے جڑ دیا ہے اس کی زد کہاں کہاں جا کر پڑتی ہے؟ کیا میں مولانا کو خدا سے اتنا بے خوف فرض کروں کہ یہ سب کچھ پڑھ لینے کے بعد بھی وہ اس مفتیانہ تیر اندازی کی جسارت کر گزرتے؟

اسی طرح نماز اور زکوٰۃ سے متعلق میری جو عبارتیں آپ نے مولانا کے مپفلٹ سے نقل فرمائی ہیں ان کے آگے اور پیچھے میں نے حضرت ابوبکر صدیق کے اس مشہور کارنامے کو بھی نقل کیا ہے کہ انہوں نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا۔ اور اس کے ساتھ بکثرت آیات بھی نقل کی ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ۔ کیا اس سیاق و سباق پر نظر ڈالنے کے بعد بھی خارجیت اور اعتزال کے اس فتوے کو آپ ممکن سمجھ سکتے ہیں جو مولانا کے قلم سے میری ان عبارتوں پر لکھا ہے؟

منکرین حدیث کا ایک اعتراض

سوال۔ منکرین حدیث مسلم شریف کی ایک روایت پیش کرتے ہیں جس کا مضمون یہ ہے کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ام ولد ماریہ قبطیہ سے زنا کرنے کا الزام ایک شخص پر لگایا گیا۔ آپ نے حضرت علی

ؑ لڑکوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے، اور جس نے کفر کیا، تو اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔“

پھر اگر وہ توہم کر لیں اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے لگیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔“